تک وہ کبھی دمشق اور کبھی قسطنطینہ آتے جاتے رہے۔

وزارت

۱۹۱۸ء میں جب اتحادیوں نے دمشق فتح کیا تو کرد علی بھی وطن واپس آگئے۔ قومی وزارت قایم ہوئی تو وزارت معارف کا قلم دان ان کے سپرد ہوا ۱۹۲۸ء میں دوبارہ وزیر تعلیم بنائے گئے ان کی وزارت کا کارنامہ مجمع العلمی العربی کا قیام۔ کلیۃ الالٰہیات اور مدرسۃ الاداب العلیاء کا افتتاح اور کتب خانہ عادلیہ اور ظاہریہ کی تاسیس ہے۔ وزارت سے سبکدوش ہونے پر وہ تصنیف و تالیف میں مرتے دم تک مصروف رہے اور ۲۰ رجون ۱۹۵۳ء کو ۷۷ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

مجمع العلمی العربی کی صدارت
۱۹۱۸ - ۱۹۵۳

ان کی دیرینہ آرزو تھی کہ فرانس کی علمی اکاڈمی کی طرح عربی زبان کی ایک علمی مجلس قایم کی جائے جس کا مقصد عربی زبان کی نشر و اشاعت ہو ۱۹۱۹ء میں جب وہ وزیر تعلیم تھے تو انھوں نے رضا پاشا الرکابی کے سامنے عربی اکاڈیمی قایم کرنے کی تجویز پیش کی جو باضابطہ منظور کر لی گئی۔ تھوڑے سے وقفہ کو چھوڑ کر وہ عمر بھر اس علمی مجلس کے صدر رہے اس علمی مجلس نے جو مجمع العلمی العربی کے نام سے مشہور ہے عربی زبان کو بے حد ترقی دی ۔ مجمع العلمی کا مقصد علمی اصطلاحات کا وضع کرنا۔ رائج الوقت غلط الفاظ کی تصحیح۔ علمی خطبات کا انتظام اور مخطوطات کو تہذیب اور تحشیہ کے ساتھ شائع کرنا ہے۔ مجمع العلمی العربی کے ارکان میں مختلف عربی ممالک کے مشہور علماء اور ادباء کے علاوہ ممتاز مستشرقین بھی شامل ہیں جن کے اشتراک عمل سے ۳۸ بلند پایہ علمی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مجمع العلمی کی طرف سے ایک علمی رسالہ مجلۃ المجمع العلمی العربی کے نام سے ۱۹۲۲ء سے برابر نکل رہا ہے۔

علم و فضل

کرد علی دورِ حاضر کے ایک باکمال عالم۔ مؤرخ اور ادیب تھے۔ عربی زبان کے جدید

ادب میں ان کا وہی درجہ ہے جو مولانا شبلی کا اردو میں ہے وہ فرانسیسی اور ترکی ادبیات سے یکساں شغف رکھتے تھے انھوں نے فرنچ فلاسفہ اور علماء اجتماع کی کتب کا گہرا مطالعہ کیا تھا اور ان کے خیالات و افکار سے بے حد متاثر تھے، وہ ایک وسیع المعلومات مورخ تھے جو تاریخ نویسی کے قدیم و جدید اصولوں سے واقف تھے ان کو جدید و قدیم مصادر پر یکساں دسترس حاصل تھی۔

عربی ادب پر ان کی نظر گہری اور ناقدانہ تھی۔ دیوان المتنبی۔ سبعہ معلقہ اور مقامات حریری انھیں زبانی یاد تھے اس کے علاوہ عمرو بن ربیعہ۔ بحتری۔ ابو تمام۔ شریف الرضی۔ ابن الرومی طغرائی اور مصری کے سینکڑوں قصائد اور ہزاروں اشعار ان کے نوک زبان تھے۔

اسلوب انشاء

کرد علی شروع شروع میں مسجع اور مقفی انشاء کے دل دادہ تھے بعد ازاں جب انھوں نے متقدمین مثل عبد الحمید الکاتب۔ ابن المقفع۔ جاحظ اور ابو حیان التوحیدی کی تصانیف کا مطالعہ کیا تو انھیں عالم ہی دوسرا نظر آیا۔ پُر تکلف اور بے معنی انشاپردازی سے بہت جلد ان کی طبیعت ہٹ گئی اور انھوں نے سادہ نثر نویسی کو اختیار کر لیا ان کا اسلوب بیان صاف رواں اور متقدمین کی طرح فصیح ہے۔ عالمانہ وقار کا حامل ہے اور تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے مصنفوں کے مشابہ ہے وہ فرنچ اسلوب بیان سے جس کے مقلد بعض اُن کے معاصر ادباء ہیں حتی المقدور بچتے ہیں۔

کتب تراجم

۱۹۰۷ء میں انھوں نے جارج ادانہ کے دو ناولوں کے تراجم الفضیلہ والرذیلہ المجرم البری کے نام سے شائع کئے۔ شارل سینوبوس کی تاریخ تمدن کا ترجمہ تاریخ الحضارہ بھی اسی زمانہ کی یادگار ہے۔

تصانیف

(۱) غرائب الغرب۔ بعض یورپی ممالک کا سفرنامہ ہے۔